افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچوں میں پھنس
گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا اُنہیں پیش آگیا ہے کہ اب اُن سے بآسانی نکلنا
ان لوگوں کے لئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ اُنہیں قبول نہیں
کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان
سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا
لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی
استعارہ قرار دے کر معبّرین کے مذاق اور تجارب کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

---

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی
ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور اُن کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر
جواہراتِ علوم و حقائق و معارف اُن کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے
لیتے تھک جائیں گے اور اُن میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ
جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیب غذا صداقت کی اور شربت شیریں
معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقہ کے موتیوں سے اُن کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور
لُبِّ لُباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے اُن کو دیئے جائیں گے۔

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں
کو قتل کرے گا اور دجال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی
وہ فی الفور مر جائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر رکھی گئی ہے یہ ہے کہ
مسیح دنیا میں آکر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا اور اُن
لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خواری ہے اُن پر
دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ
رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے انکو بین حجتوں کی
سیف قاطعہ سے ملزم کر کے اُن کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے یک چشم
لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دین محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے
روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

جگہ دیتا ہے۔ اور میرے فضل سے نومید مت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔
فتح کا وقت آ رہا ہے اور فتح قریب ہے۔ مخالف یعنی جن کے لئے توبہ مقدر ہے اپنی
سجدہ گاہوں میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے آج تم پر
کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں نے ارادہ کیا
کہ ایک اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کروں تو میں نے آدم کو پیدا کیا جو نجی الاسرار ہے ہم
نے ایسے دن اس کو پیدا کیا جو وعدہ کا دن تھا۔ یعنی جو پہلے سے پاک نبیؐ کے واسطہ
سے ظاہر کردیا گیا تھا کہ وہ فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا اور جس وقت پیدا ہوگا
فلاں قوم دنیا میں اپنی سلطنت اور طاقت میں غالب ہوگی اور فلاں قسم کی مخلوق
پرستی روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہوگی اسی زمانہ میں وہ موعود پیدا ہوا اور وہ

---

بنیاد فساد اور زمین میں دجالیت کی نجاست پھیلانے والے تھے اور اصلیت سے بگڑ کر دجال
اکبر بن گئے تھے اور چونکہ اس اترنے والے کے لئے یہ موقعہ نہ ملا کہ وہ کچھ روشنی زمین والوں
سے حاصل کرتا یا کسی کی بیعت یا شاگردی سے فیضیاب ہوتا بلکہ اس نے جو کچھ پایا آسمان کے
خدا سے پایا اسی وجہ سے اس کے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان
سے اترے گا یعنی آسمان سے پائے گا زمین سے کچھ نہیں پائے گا اور حضرت عیسٰی کے نام پر
اس عاجز کے آنے کا سر یہ ہے کہ خدائے تعالٰی نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ
حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت
نے اس طوفان کو برپا کیا ہے تب وہ اپنی قوم کی خرابی کو کمال فساد پر دیکھ کر نزول کے لئے بے قرار
ہوا اور اس کی روح سخت جنبش میں آئی اور اس نے زمین پر اپنی ارادات کا ایک مظہر چاہا تب
خدا تعالٰی نے اس وعدہ کے موافق جو کیا گیا تھا مسیح کی روحانیت اور اس کے جوش کو ایک جوہر
قابل میں نازل کیا سو ان معنوں کر کے وہ آسمان سے اترا اسی کے موافق جو ایلیا نبی

البحر الزخار المعروف مسند البزار، جلد 19، صفحہ 96، حدیث نمبر 9642

من النار»[١].

وهذا الحديث قد روي عن أبي هريرة من وجوه.

**٩٦٤٢**- حدثنا علي بن المنذر، نا محمد بن فضيل عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن أبي هريرة قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول: «**يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما، الله أعلم ما مقدارها، فيلقى المؤمنون شدة شديدة ثم ينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه من السماء فيؤم الناس ، فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون**»، فأحلف أن رسول الله أبا القاسم الصادق المصدوق ﷺ قال: «**إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب**»[٢].

**٩٦٤٣**- ونا بشر بن خالد العسكري قال: نا سعيد بن مسلمة عن عاصم بن كليب عن أبيه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:

---

(١) أخرجه أحمد في مسنده (٩٣٣٩) من طريق عفان، وإسحاق بن راهويه في مسنده (٢٦٤) عن المخزومي، وكلاهما عفان والمخزومي عن عبد الواحد بن زياد، به.
وأخرجه الدارمي في سننه (٥٩٣) من طريق صالح بن عمر عن عاصم بن كليب، به.

(٢) أخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده (٢٦٢) من طريق عبد الواحد بن زياد.
وأخرجه ابن حبان في صحيحه (٦٨١٢) من طريق صالح بن عمر، كلاهما عبد الواحد وصالح بن عمر عن عاصم بن كليب.

ذكره. وقد قال بعض أهل النظر معناه من فى السماء إله؟ والأول أشبه بالكتاب والسنة، وبالله التوفيق

## (بــاب)

قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام ﴿إنى متوفيك ورافعك إلى﴾ وقوله تعالى ﴿بل رفعه الله إليه﴾ وقوله جل وعلا ﴿تعرج الملائكة والروح إليه﴾ وقوله تعالى ﴿إليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه﴾ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أبو بكر بن إسحاق أنا أحمد بن إبراهيم ثنا ابن بكير حدثنى الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى أبى قتادة الانصارى قال إن أبا هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ : «كيف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وإمامكم منكم» رواه البخارى فى الصحيح عن يحيى بن بكير، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن يونس، وإنما أراد نزوله من السماء بعد الرفع إليه.

* أخبرنا أبو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوى أنا أبو حامد أحمد بن الحسين الحافظ ثنا محمد بن عقيل ثنا حفص بن عبد الله حدثنى إبراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة أخبرنى أبو الزناد عن عبد الرحمن الأعرج عن أبى هريرة رضى الله عنه أنه سمعه يقول قال رسول الله ﷺ : «الملائكة يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار، ويجتمعون فى صلاه الفجر وصلاة العصر، ثم يعرج إليه الذين باتوافيكم فيسالهم ـ وهو أعلم بهم ـ فيقول كيف تركتم عبادى؟ فيقولون تركناهم وهم يصلون، واتيناهم وهم يصلون». أخرجاه فى الصحيح من وجه آخر عن أبى الزناد.

* أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو بكر بن الحسن القاضى قالا : ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد الدورى ثنا أبو النضر هاشم بن القاسم ثنا ورقاء عن عبد الله بن دينار عن سعيد بن يسار عن أبى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ «من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ـ ولا يصعد إلى الله تعالى إلا الطيب ـ فان الله عز وجل يقبلها بيمينه فيربيها لصاحبها كما يربى أحدكم فلوه حتى تكون مثل أحد». أخرجه البخارى فى الصحيح من حديث سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن أبى صالح عن أبى هريرة رضى الله عنه. ثم قال : ورواه ورقاء فذكره، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن سعيد بن يسار إلا أنه قال فى

چاہیں گے۔ پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لیے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لیے مشکل بلکہ محال ہو گا کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علیٰ رُؤسِ الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُس کو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اس کو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے ترحماً للہ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آ کر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی ان کو ایسے صاف اور مدلل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور طالبِ حق کی تسلی کے لیے کافی ہو اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شائد ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غائت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور لَا یَمَسُّہٗ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ **بائبل** اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک **یوحنّا** جس کا نام **ایلیا** اور **ادریس**[1] بھی ہے۔ دوسرے **مسیح بن مریم** جن کو **عیسیٰ** اور **یسوع** بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس[2] کی نسبت جو بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے اُن کا آسمان سے اُترنا وقوع میں آ گیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"۔ سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اُترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ

اکتالیس[۴۱] برس ان ابیات کے چھپنے پر بھی گذر گئے اور یہ ابیات رسالہ **اربعین فی احوال المھدیّین** کے ساتھ شامل ہیں جو مطبوعہ تاریخ مذکورہ بالا ہے اور جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ آئے ہیں۔ ان بیتوں کو رسالہ اربعین سے شامل کرنا اسی غرض سے ہے کہ تا کسی طرح سید احمد صاحب کا منجملہ مہدیوں کے ایک مہدی ہونا ثابت کیا جائے اگرچہ اس میں کچھ شک نہیں کہ احادیث میں جہاں جہاں مہدی کے نام سے کسی آنے والے کی نسبت پیشگوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ہے اسکے سمجھنے میں لوگوں نے بڑے بڑے دھوکے کھائے ہیں اور غلط فہمی کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا گیا ہے کہ ہر ایک **مہدی** کے لفظ سے مراد **محمّد بن عبداللہ** ہے جس کی نسبت بعض احادیث پائی جاتی ہیں لیکن نظر غور سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہدیوں کی خبر دیتے ہیں منجملہ ان کے وہ مہدی بھی ہے جس کا نام حدیث میں **سلطان مشرق** رکھا گیا ہے جس کا ظہور ممالک مشرقیہ ہندوستان وغیرہ سے اور اصل وطن فارس سے ہونا ضرور ہے درحقیقت اسی کی تعریف میں یہ حدیث ہے کہ **اگر ایمان ثریا سے معلق** یا ثریا پر ہوتا تب بھی وہ مرد وہیں سے اس کو لے لیتا اور اسی کی یہ نشانی بھی لکھی ہے کہ **وہ کھیتی کرنے والا ہوگا۔** غرض یہ بات بالکل ثابت شدہ اور یقینی ہے کہ صحاح ستّہ میں کئی مہدیوں کا ذکر ہے اور ان میں سے ایک وہ بھی ہے جس کا ممالک مشرقیہ سے ظہور لکھا ہے مگر بعض لوگوں نے روایات کے اختلاط کی وجہ سے دھوکا کھایا ہے لیکن بڑی توجہ دلانے والی یہ بات ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہدی کے ظہور کا زمانہ وہی زمانہ قرار دیا ہے جس میں ہم ہیں اور چودھویں صدی کا اس کو مجدد قرار دیا ہے جیسا کہ ہم آئندہ انشاء اللہ بیان کریں گے بہرحال اگرچہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر ملک ہند میں ایک عظیم الشان مجدد پیدا ہونے والا ہے لیکن یہ سراسر تحکم ہے کہ سید احمد صاحب کو اس کا مصداق ٹھہرایا جائے کیوں کہ

﴿۱۰﴾